مشہور مصادر سیرت کے اسالیب کا علمی جائزہ

A scholarly analysis of the stylistics of root-sources of Seerah

☆ ڈاکٹر محمد عالم خان

☆☆ ڈاکٹر ظفر حسین

Abstract:

Some famous books of Seerah and Maghazi have been discussed in the given article. The important thing in the distinguished status of these books is the non availability of their sources (Masadar). The reason for its being unauathoritative is that early writers of Seerah are mostly Tabaeen and Taba Tabeen. They did not refer to the original source (Masdar) because in those days the events of Seerah were verbally narrated and directly listened. Special gathering and sittings, regarding Seerah were arranged in Masajids. Only those writers of Seerah have mentioned the sources (Masadar), who had deep knowledge of Hadith; others have recorded different events of Seerah in their books, without any scrutiny and investigation. This caused the penetration of certain invalid events in this fields, which hasve been strongly objected by the non Muslim scholars in their books.

۱۔ کتاب المغازی ابان بن عثمان:

ابان بن عثمان (متوفی ۱۰۵ھ/۷۲۳م) ابتدائی سیرت نگار، عظیم فقیہہ اور علم سیر و مغازی کی تعلیم عام کرنے والے انسان تھے۔[۱] ابان بن عثمان نے فن سیرت پر جو واقعات جمع کئے وہ کتابی شکل میں دستیاب نہیں لیکن وہ سیر و مغازی سے متعلق واقعات کا ایک مجموعہ تھا۔ اس مجموعۂ سیرت کا نام ''کتاب المغازی'' تھا۔[۲]

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اَرَبک سٹڈیز، پشاور یونیورسٹی۔

☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور۔

ابان بن عثمان کا اسلوب تحریر:

ابان بن عثمان کی کتاب المغازی کے متعلق یہ ذکر نہیں ملتا کہ انہوں نے واقعات سیرت کے بیان میں اسناد کا ذکر کیا ہو۔ چونکہ ابتدائی سیرت کی کتاب ہے شاید اس لئے اس میں اسناد کا ذکر نہیں اور نہ یہ کتاب اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔ اگر متأخرین سیرت نگاروں کی کتابوں سے ابان بن عثمان کی روایات کو اکٹھا کیا جائے تو ممکن ہے اس کتاب کی اصل حقیقت سامنے آجائے۔

۲۔ کتاب المغازی وہب بن منبہ:

وہب بن منبہ صنعانی (متوفی ۱۱۴ھ/۷۳۲م) فن سیر ومغازی کو کتابی صورت میں جمع کرنے والے سب سے پہلے سیرت نگار تھے۔ وہب بن منبہ اہل کتاب کی کتابوں اور صحیفوں کے خوب جاننے والے تھے۔ ان کے صحیفوں کی تعداد ستر سے زائد ملتی ہے۔(۳) وہب بن منبہ نے ''کتاب المغازی''(۴) کو جمع کیا اور اس کتاب میں نہ تو مأخذ و مصادر کا ذکر ملتا ہے اور نہ ہی واقعات سیرت کے بیان میں اسناد کا ذکر ملتا ہے۔(۵)

وہب بن منبہ کا اسلوب تحریر:

وہب بن منبہ نے غزوات نبی ﷺ پر کافی مواد جمع کیا ہے کیونکہ یہ بھی ابتدائی سیرت نگار ہیں۔ ان کے طرز تحریر میں اسناد کا لحاظ نہیں غالباً طوالت کلام سے بچنے کے خاطر اسناد کا ذکر نہ کیا ہو یا پھر اس لئے کہ جن مأخذ سے واقعات سیرت کو اخذ کیا گیا ہے ان کی روایات پر وہب نے بھرپور اعتماد کیا ہو۔

۳۔ کتاب المغازی ابن حزم:

ابومحمد عبداللہ بن ابوبکر بن حزم انصاری (متوفی ۱۳۵ھ/۷۵۲م) ابتدائی سیرت نگار بلکہ سیر ومغازی کے امام تھے۔ محمد بن شہاب الزہری اور عروہ بن زبیر، ابن حزم کے اساتذہ اور محمد بن اسحٰق شاگرد ہیں۔ ابن حزم نے ''کتاب المغازی'' لکھی۔ جس کی روایات واقدی، ابن اسحٰق، ابن سعد اور متأخرین سیرت نگاروں کی تصانیف میں ملتی ہیں بلکہ عبدالملک بن محمد قاضی (متوفی ۱۷۶ھ/۷۹۲م) (جوکہ ابن حزم کے بھتیجے تھے) نے بھی کتاب المغازی لکھی جس میں تقریباً تمام روایات ابن حزم کی ذکر تھیں۔(۶) ابن حزم کی کتاب المغازی صرف غزوات پر مشتمل نہ تھی بلکہ اس میں سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا تفصیلی ذکر بھی ملتا ہے۔(۷)

ابن حزم کا اسلوب تحریر: ابن حزم کے اسلوب تحریر کی نمایاں بات یہ نظر آتی ہے کہ وہ واقعات سیرت کو

بیان کرتے ہوئے اسناد کا بالکل بھی لحاظ نہیں کرتے۔کتاب المغازی میں واقعات سیرت بکثرت بغیر اسناد کے ذکر ہیں۔شاید اسناد کے ذکر نہ کرنے کی بنیادی وجہ ان کا راویوں پر بہت زیادہ اعتماد ہو۔کیونکہ وہ کبھی کبھی کسی واقعہ میں راوی کا بھی اجمالی ذکر کر دیتے ہیں۔(۸)

۴۔　الاخبار الطّوال:

ابوحنیفہ احمد بن داوٗد الدینوری (متوفی ۲۸۶ھ/ ۸۹۵م) ابتدائی سیرت نگار تھے۔ابوحنیفہ دینوری نے فن تاریخ پر ''الاخبار الطّوال'' کے عنوان سے کتاب تحریر کی ہے جس میں حضرت آدمؑ علیہ السلام کے دور سے لیکر سیرت طیبہ، سیرت خلفائے راشدین کے مختلف موضوعات پر گراں قدر معلومات کا ذکر ملتا ہے۔

الدینوری کا اسلوب تحریر:

الدینوری نے سیرت طیبہ کو نہایت مختصر مگر جامع انداز سے بیان کیا ہے۔ ابوحنیفہ نے واقعات سیرت کے بیان میں سند کا لحاظ نہیں کیا۔دیگر واقعات کو بھی تاریخی حادثہ قرار دیکر اس پر بحث کرتے ہیں سن وار ترتیب کا بھی کوئی لحاظ نہیں کرتے۔(۹)

۵۔　تاریخ یعقوبی:

احمد بن ابی یعقوب متوفی (۲۸۴ھ/ ۸۹۷م) مشہور مؤرخ جغرافیہ دان تھے۔مسلک کے اعتبار سے اہل تشیع تھے۔یعقوبی کی کتاب ''تاریخ یعقوبی'' دراصل فن تاریخ پر لکھی گئی ہے لیکن اس کتاب میں تاریخ عالم اسلام و دیگر ممالک کے جغرافیائی حالات کے علاوہ سیرت طیبہ پر بھی بے حد مواد موجود ہے۔(۱۰)

یعقوبی کا اسلوب تحریر:

یعقوبی نے واقعات سیرت میں حضور ﷺ کی پیدائش تا بعثت تک اور ہجرت مدینہ، غزوات، حجۃ الوداع تا وفات رسول تک کے تمام ہی موضوعات اس کتاب یعنی تاریخ یعقوبی میں ذکر کیے ہیں۔ان تمام واقعات سیرت میں ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ یعقوبی واقعات سیرت کے بیان میں اسناد کا ذکر نہیں کرتے جبکہ یعقوبی نے کتاب کی ابتداء میں ان مأخذ کی نشاندہی کی ہے جن سے انہوں نے استفادہ کیا ہے ان میں ابن اسحٰق اور واقدی سرفہرست ہیں۔(۱۱)

۶۔ مروج الذہب ومعادن الجوہر:

ابوالحسن علی بن حسین المسعودی (متوفی ۳۴۵/۹۶۵) عظیم مؤرخ، جغرافیہ دان تھے جو مسلک کے اعتبار سے شعبہ لیکن معتزلی مذہب کے طرف مائل تھے۔(۱۲) مسعودی کی کتاب ''مروج الذہب ومعادن الجوہر'' اصل میں فن تاریخ کی نہایت مشہور اور متداول کتاب شمار کی جاتی ہے۔ اس کتاب کا ایک حصہ موضوعات سیرت پر مشتمل ہے۔

المسعودی کا اسلوب تحریر:

اس کتاب میں جو واقعات سیرت بیان کئے گئے ہیں ان میں دو طرح سے اجمالی بحث کی ہے پہلے وہ سیرت کے اجمالی اور نہایت ہی مختصر واقعات ذکر کرتے ہیں پھر تقریباً سیرت کے ان ہی واقعات کو سن وار ذکر کرتے ہیں۔ اسی حصہ سیرت کے اختتام میں حضور ﷺ کے چند ارشادات جو کہ نہایت ہی جامع کلمات پر مبنی ہیں ذکر کرتے ہیں۔ بہر حال مسعودی کے اسلوب تحریر کی نمایاں بات جو سامنے آتی ہے وہ یہ کہ واقعات سیرت کے بیان میں اسناد کا اہتمام نہیں کرتے۔(۱۳) شاید اس لئے کہ وہ مؤرخ ہیں اور مؤرخین اکثر واقعات کے بیان پر اکتفاء کرتے ہیں صحت وعدم صحت کا اتنا لحاظ نہیں کرتے جیسا کہ محدثین کیا کرتے ہیں۔ مسعودی کی اس کتاب میں تاریخی واقعات کا عمدہ تسلسل ہے۔ اور اس کو تاریخی واقعات کے لئے ایک مصدر قرار دیا جا سکتا ہے۔

۷۔ الکامل فی التاریخ:

ابوالحسن علی بن الکریم ابن اثیر الجزری (متوفی ۶۳۰ھ/۱۲۳۲ء) مؤرخ اور عرب کی تاریخ کے جاننے والے تھے۔ ان کی کتاب ''الکامل فی التاریخ'' فن تاریخ کی مشہور کتاب ہے۔ ابن اثیر نے سیرت طیبہ کے واقعات کو اپنی کتاب کی زینت بنایا ہے۔(۱۴) اور واقعات سیرت کی ترتیب کو حضور ﷺ کے نسب سے لیکر ہجرت مدینہ تک پھر ان موضوعات کو ہجری سال کی ابتدا پر رکھا ہے۔ موضوعات سیرت میں غزوات وسرایا، مکتوبات کے علاوہ ازواج مطہرات، اولاد رسول، شمائل وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔(۱۵)

ابن اثیر کا اسلوب تحریر:

واقعات سیرت کے بیان میں ابن اثیر کا اسلوب تحریر یہ دکھائی دیتا ہے کہ وہ اسناد کا بالکل لحاظ نہیں کرتے لیکن یہ بات ان کی نمایاں ہے کہ اگر کسی واقعہ کے سن وقوع میں اختلاف پایا جائے تو ان کی نشاندہی

کرنے کے بعد راجح قول کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ بسا اوقات بطور استشہاد کے قرآنی آیات کا سہارا بھی لیتے ہیں۔ (۱۶)

ابن اثیر کی کتاب الکامل فی التاریخ میں فن تاریخ پر بے حد قیمتی معلومات کا ذکر ملتا ہے۔ اس کتاب کی روایات کا فن تاریخ کی مشہور کتاب مثلاً مروج الذہب و معادن الجوہر کی روایات کے ساتھ تقابلی اور ناقدانہ جائزہ لیا جائے تو اچھی اور مستند معلومات اکٹھی کی جا سکتی ہیں۔

۸۔ السیرۃ النبویہ:

عبدالرحمٰن بن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ/۱۴۰۶ء) عظیم مؤرخ تھے ان کی معروف کتاب ''العبر و دیوان المبتداء والخبر'' فن تاریخ پر عظیم معلوماتی شاہکار ہے۔ ان کی کتاب تاریخ ابن خلدون کے نام سے متداول اور مشہور ہے۔ (۱۷) سیرت طیبہ کے موضوع پر ابن خلدون نے مستقل کوئی کتاب نہیں لکھی بلکہ یہ تاریخ ابن خلدون کا ایک حصہ ہے جو کہ ''السیرۃ النبویۃ'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ (۱۸)

ابن خلدون کا اسلوب تحریر:

واقعات سیرت کے جو موضوعات اس کتاب میں تفصیل سے ملتے ہیں ان میں ولادت رسول ﷺ، بعثت، مکی دور کے حالات و واقعات، ہجرت مدینہ، غزوات و سرایا، حجۃ الوداع اور وصال نبی ﷺ شامل ہیں۔ ان تمام واقعات میں ابن خلدون کا اسلوب بیان یوں ملتا ہے کہ وہ واقعات سیرت کے بیان میں اسناد کا کوئی اہتمام نہیں کرتے بلکہ واقعات کو بہترین تسلسل اور مربوط انداز سے بیان کرتے ہیں۔ (۱۹)

کتاب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مصنف نے اگرچہ سیرت طیبہ کے موضوعات کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن واقعات میں ربط ملتا ہے اگرچہ اسناد کا ذکر نہیں لیکن پھر بھی تاریخ ابن خلدون کو یہ اہمیت حاصل ہے کہ ان کی کتاب سے متاخرین سیرت نگار واقعات سیرت کو اخذ کرتے ہیں۔

۹۔ بهجة المحافل و بغية الاماثل فى تلخيص المعجزات و السير و الشمائل:

ابوزکریا عماد الدین یحییٰ بن ابی بکر متوفی (۸۹۳ھ/۱۴۸۷ء) محدث اور فن ادب کے عظیم جاننے والے تھے۔ (۲۰) ابوزکریا کی کتاب "بهجة المحافل و بغية الاماثل فى تلخيص المعجزات و السير و الشمائل" سیرت طیبہ پر لکھی گئی ایک منفرد علمی سرمایہ ہے۔

ابوزکریا کا اسلوب تحریر:

ابوذکریا نے اپنی کتاب "بهجة المحافل" کو تین اقسام میں بیان کیا ہے اور پھر قسم اول، قسم دوم، اور قسم سوم کے تحت سیرت طیبہ کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ قسم اول کے موضوعات میں حضورﷺ کا نسب نامہ، پیدائش تا بعثت تک کے واقعات، ہجرت مدینہ اور وفات تک کے واقعات شامل ہیں۔ مصنف نے اسی قسم اوّل میں خاندان رسالت پر بھی مواد جمع کیا ہے۔ اولاد رسول، ازواج مطہرات، اعمام، عمات، موالی، کے علاوہ مکتوبات نبوی وغزوات وغیرہ کا تفصیلی ذکر بھی ملتا ہے۔ قسم دوم میں زیادہ تر خصائص نبویہ، ومعجزات نبوی کا ذکر ملتا ہے اور قسم سوم میں شمائل نبوی، فضائل اور ارشادات نبویﷺ کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔(۲۱) ان تمام واقعات سیرت کے مطالعہ سے مصنف کا اسلوب تحریر جو سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ مصنف اگرچہ ان واقعات میں سن وار ترتیب کا لحاظ کرتے ہیں لیکن اسناد کا التزام نہیں کرتے۔(۲۲) بہرحال اگر ان واقعات کے بیان میں سند کا التزام کیا جاتا تو عمدہ اور مستند معلومات اس کتاب کی زینت بن جاتیں۔

۱۰۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون:

علی بن برہان الدین الحلبی (متوفی ۱۰۴۴ھ/۱۶۳۴م) سیرت نگار اور مستند عالم تھے۔ جو مسلک کے اعتبار سے شافعی المذہب تھے۔(۲۳) حلبی کی کتاب ''انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون'' جو کہ ''السیرۃ الحلبیہ'' کے نام سے مشہور ہے فن سیرت کی بہترین کتاب ہے۔ مصنف نے اپنی اس کتاب میں واقعات سیرت کے تمام موضوعات کو جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

الحلبی کا اسلوب تحریر:

حلبی کے اسلوب بیان میں نمایاں بات جو سامنے آتی ہے کہ وہ واقعات سیرت کے بیان میں اسناد کا لحاظ نہیں کرتے اگرچہ ان کے سامنے عیون الاثر لابن سیدالناس (متوفی ۷۳۴ھ/۱۳۳۳م) بطور مأخذ کے رہی ہے جن میں واقعات سیرت کو اسناد تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔(۲۴)

۱۱۔ سمط النجوم العوالی فی أنباء الأوائل و التوالی:

یہ کتاب عبدالملک بن حسین عاصمی (متوفی ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹م) کی فن تاریخ عالم پر لکھی گئی کتاب ہے۔ مصنف ادیب، شاعر، عالم اور مؤرخ تھے۔(۲۵) اگرچہ یہ کتاب فن تاریخ کی ہے لیکن سیرت طیبہ کے مختلف

پہلوؤں پر تفصیلی مواد کا ذکر ملتا ہے۔

عاصمی کا اسلوب تحریر:

مصنف نے اس کتاب کو ایک منفرد انداز سے تحریر کیا ہے یعنی اس کتاب کو مقدمہ کے چار مقاصد اور خاتمہ پر ذکر کیا ہے۔اس کتاب کا مقصد ثانی تمام کا تمام واقعات سیرت پر مشتمل ہے۔عاصمی نے جن واقعات سیرت کو اس مقصد ثانی کے تحت ذکر کیا ہے وہ اس طرح ہیں۔ولادت رسول ﷺ سے بعثت تک کے واقعات، خاندان نبوت کے جملہ افراد، ازواج مطہرات، غزوات وسرایا وغیرہ۔ان تمام تفصیلی واقعات اور موضوعات میں مصنف نے کہیں بھی اسناد کا ذکر نہیں کیا بلکہ واقعات سیرت کو عدم اسناد کے تناظر میں ہی ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔(۲۶)

اس کتاب میں تاریخ عالم اسلام پر کثیر مواد موجود ہے جس سے مصنف کے ذوق کا پتہ چلتا ہے کہ وہ تاریخ عالم کے مطالعہ پر کس حد تک مہارت رکھتے تھے۔

خلاصہ:

دراصل سیرت نبوی ﷺ پر مختلف ادوار میں مختلف الانواع کتابیں منظر عام پر آئیں جن میں کچھ کتابیں اسنادی تناظر میں لکھی گئی اور کچھ اس کے برعکس۔ان کتابوں کے مطالعہ سے جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جو سیرت نگار محدثین ہیں وہ حدیث کی طرح سیرت پر کلام کرتے ہیں اور جو محدثین نہیں ہیں وہ فقط واقعات کے نقل پر اکتفاء کرتے ہیں۔

نتائج:

۱۔ اس ارٹیکل میں مذکور تصانیف مصادر سیرت میں اہم شمار کی جاتی ہیں۔
۲۔ فن سیرت نہایت مقدس فن ہے کیونکہ ہر دور میں اس فن پر کتابیں لکھی گئی ہیں۔
۳۔ سیرت کی ابتدائی کتابوں میں سند کا ذکر نہیں ملتا۔جس کی بنیادی وجہ زبانی یاداشت یا پھر دورس سیرت کے حلقے ہیں۔جن میں زبانی یاداشت پر سیرت کے دروس کا اہتمام کیا جاتا تھا۔
۴۔ البتہ ایسے سیرت نگار جو اپنے زمانے کے محدثین بھی ہیں۔ان کی تصانیف میں واقعات سیرت کے بیان میں سند کا ذکر ملتا ہے۔
۵۔ عام سیرت نگار یا اخباری سیرت نگاروں نے واقعات سیرت کے ذکر میں سند کے ذکر کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ تہذیب التہذیب، مجلس، ج ۱، ص ۴۱۷۔ الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ج ۶، ص ۲۰۹-۲۵۶۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج ۵، ص ۲۱۰۔

۲۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۳، ص ۱۹۴۔ سیرت نبوی کی اوّلین کتابیں اور ان کے مؤلفین، نقوش رسول نمبر، ج ۱، ش ۱۳۰، ص ۲۲۳۔

۳۔ تہذیب التہذیب، ج ۱۱، ص ۱۶۱-۱۷۶۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص ۵۴۹۔ وفیات الاعیان و انباء الزمان، ج ۵، ص ۸۸، ۸۹۔ کشف الظنون، ج ۶، ص ۱۷۴۔

۴۔ یہ کتاب مخطوط کی صورت میں بائیڈل برگ جرمنی میں موجود ہے۔ مخطوط کی سن کتابت ۲۲۸ تحریر ہے۔ سیرت نبوی کی اوّلین کتابیں اور ان کے مؤلفین، نقوش رسول نمبر، ش ۱۳۰، ج ۱، ص ۲۳۸۔

۵۔ ایضاً۔

۶۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۷، ص ۶۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۴، ص ۲۴۱۔ الفہرست، ص ۲۲۷۔ تاریخ بغداد و مدینۃ الاسلام، ج ۱۰، ص ۴۰۹۔ تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۱۶۴، ۱۶۵۔

۷۔ سیرت نبوی کے اوّلین کتابیں اور ان کے مؤلفین، نقوش رسول نمبر، ج ۱، ش ۱۳۰، ص ۲۴۰۔

۸۔ A Guillaume , The life of Muhammad, Oxford University pres, Karachi 1995, P XVI

۹۔ محمد حمید اللہ الدینوری۔ الاخبار الطّوال، ص ۲۷۳، ۲۷۴۔ مسلمان تاریخ نویس، ص ۱۶۔

۱۰۔ الاعلام، ج ۱، ص ۹۱، ۹۲۔ تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۵-۲۷۰۔

۱۱۔ ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی، تاریخ یعقوبی، نقوش رسول نمبر، ج ۱ ش ۱۳۰، دسمبر ۱۹۸۲ء، ص ۵۷۱۔ تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۶، ج ۲، ص ۲۲، ۳۹، ۴۱۔

۱۲۔ فوات الوفیات، ج ۳، ص ۱۲۔ الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ج ۳، ص ۴۵۶۔

۱۳۔ مروج الذہب ومعادن الجوہر، ج ۱، ص ۱۲، وج ۲، ص ۲۶۹-۳۰۳۔

۱۴۔ دانش گاہ پنجاب، ابن اثیر، اُردو دائرہ معارف الاسلامیہ۔ الکامل فی التاریخ، ج ۱، مقدمہ ص ۱-۳۲۔

۱۵۔ الکامل فی التاریخ، ج ۱، ص ۴۴۹-۶۶۱۔

۱۶۔ ایضاً، ص ۵۲۱، ۵۴۱، ۵۶۸، ۵۶۹، ۶۳۵۔

۱۷۔ الاعلام، ج ۴، ص ۳۳۰۔ شذرات الذہب، ج ۷، ص ۷۶، ۷۷۔ ابن خلدون، ولی الدین ابو زید عبدالرحمٰن، السیرۃ النبویۃ، تحقیق احمد الزرۃ، مکتبۃ المعارف ریاض، طبع اوّل ۱۹۹۸۔

۱۸۔ السیرۃ النبویۃ لابن خلدون مکتبۃ المعارف الریاض سعودیہ سے شائع ہوچکی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے عبدالرحمٰن ابن خلدون، السیرۃ النبویۃ، تحقیق احمد الزرۃ، مکتبۃ المعارف ریاض، طبع اوّل ۱۹۹۸، ص ۱۵-۱۲۱۔

۱۹۔ ابن خلدون، السیرۃ النبویۃ، ص ۱۵-۲۱۔

۲۰۔ بہجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل فی تلخیص السیر والمعجزات والشمائل، ج ۱، ص ۵۔

۲۱۔ ایضاً۔ ج ۱، ص ۱۴۔۱۵، ۱۹، ۲۲۔۴۳

۲۲۔ ایضاً۔ ج ۲، ص ۵۹-۸۷۔

۲۳۔ سی بروکلمان، الحلبی، اُردو دائرہ معارف الاسلامیہ۔

۲۴۔ برہان الدین الحلبی الشافعی، السیرۃ الحلبیۃ، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان، سن اشاعت نامعلوم، ج ۱ ص ۲، وج ۲، ص ۲۹۳، ۲۹۴۔

۲۵۔ عبدالملک بن حسین الشافعی العاصمی، سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل و التوالی، تحقیق الشیخ عادل احمد عبدالموجود، شیخ علی بن محمد معوض، دارالکتب بیروت، طبع اوّل ۱۹۹۸، ج ۱، مقدمہ، ص ۴۰۔

۲۶۔ سمط النجوم، ج ۱، ص ۵۵-۶۹، ۳۲۷، ومقدمہ ص ۴۳۔

کتابیات

۱۔ ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۳ء۔

۲۔ الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، دارالمعارف مصر ۱۹۷۷ء۔

۳۔ ابن سعد، محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، الطبقات الکبریٰ، تحقیق احسان عباس، دارصادر بیروت ۱۹۶۸ء۔

۴۔ محمد حمید اللہ الدینوری، دانش گاہ پنجاب، اُردو دائرہ معارف الاسلامیہ۔

۵۔ نقوش رسول نمبر، ادارہ فروغ اُردو لاہور۔

۶۔ شمس الدین محمد بن احمد متوفی ۷۴۸ھ، سیر اعلام النبلاء، موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۹۸۲ء۔

۷۔ ابن خلکان ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد متوفی ۶۸۱ھ، وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان، دار الثقافۃ بیروت ۱۹۶۸ء۔

۸۔ عبدالملک بن ہشام متوفی ۲۱۸ھ، السیرۃ النبویۃ، انتشارات مصطفوی ایران ۱۳۶۸ء۔

۹۔ حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ متوفی ۱۰۶۷ھ، کشف الظنون عن اسامی الکتب الفنون، منشورات مکتبہ المثنیٰ بغداد۔

۱۰۔ حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد متوفی ۲۱۹ھ، تاریخ بغداد و مدینۃ الاسلام، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۵ھ۔

۱۱۔ ابوحنیفہ احمد بن داؤد متوفی ۳۸۶ھ، اخبار الطّوال، السعادہ، مصر ۱۹۱۱ء۔

۱۲۔ الزرکلی خیر الدین بن محمد متوفی ۱۳۹۸ھ، اعلام، دار العلم للملائیین بیروت ۱۹۷۹ء۔

۱۳۔ احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، موسسۃ الاعلمی بیروت ۱۹۹۳ء۔

۱۴۔ عبدالوہاب، الطبقات الشافیعۃ الکبریٰ، دار المعارف بیروت نامعلوم۔

۱۵۔ سعید اختر، مسلمان تاریخ نویس، ادارہ معارف اسلامی منصورہ، نامعلوم۔

۱۶۔ علی بن حسین المسعودی متوفی ۳۴۵ھ، مروج الذہب ومعادن الجوہر، دار اندلس بیروت ۱۹۶۵ء۔

۱۷۔ ابن اثیر ابوالسعادت مجد الدین بن الکریم الشیبانی متوفی ۶۳۰ھ، الکامل فی التاریخ، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۴ء۔

۱۸۔ ابن خلدون ابوزید عبدالرحمٰن، السیرۃ النبویۃ، مکتبہ المعارف ریاض ۱۹۹۸ء۔

۱۹۔ العاصمی عبدالملک بن حسین، سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی، دار الکتب بیروت ۱۹۹۸ء۔

۲۰۔ ابن ندیم محمد بن اسحٰق متوفی ۳۸۵ھ، الفہرست، راوی پرس ایران ۱۹۷۳ء۔

۲۱۔ الحنبلی ابن عماد متوفی ۱۰۷۹ھ، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، منشورات دار الافاق الجدیدہ بیروت، نامعلوم۔

۲۲۔ ابوزکریا یحییٰ بن ابی بکر العامری متوفی ۸۹۲ھ، بھجۃ المحافل و بغیۃ الاماثل فی تلخیص السیر والمعجزات والشمائل، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۶ء۔

۲۳۔ A.Guillaume, The life of Muhammad, Oxford University press.